اردو انتقادِ شعر میں قومی یک جہتی کے مباحث

(مکمل کتب کی روشنی میں)

(Discussions on National Integrity in Urdu Poetic Criticism- In Complete Books)

DOI: https://doi.org/10.54692/nooretahqeeq.2024.08012087

ڈاکٹر نسیم عباس احمر
Dr. Naseem Abbas Ahmar
Professor, Department of Urdu
University of Sargodha, Sargodha

ڈاکٹر عبدالعزیز ملک
Dr. Abdul Aziz Malik
Assistant Professor, Department of Urdu
Govt. College University, Faisalabad

Abstract:
Literature of any language reflects the culture and thinking style of its people; in poetry it becomes more expressive. So the literature plays a vital role in promoting national integrity. In poetic criticism, various books are written in order to discuss the national integrity as prominent feature in poetry. Gopi Chand Narang, Sahil Ahmad, Muzaffar Abbas, Mahmood-ul-Hassan, Syed Majawar Hussain etc. are the prominent critics in this context. This article analyses their contribution in dealing with the discussions about national integrity in Urdu poetic criticism.

Keywords:
National Integrity, Urdu Poetry, Urdu Criticism, Gopi Chand Narang, Sahil Ahmad, Muzaffar Abbas, Mahmood-ul-Hassan, Majawar Hussain.

زبان کا ادب جہاں کسی قوم، خطے اور علاقے کی تہذیب و معاشرت کا عکاس ہوا کرتا ہے وہیں قومیت کے فروغ اور تشکیل میں بھی اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اردو ادب بھی اس حوالے سے زرخیز ذخیرے کا حامل ہے۔ خاص طور پر شاعری میں یہ رجحان غالب نظر آتا ہے۔ اردو ادب میں قومی یک جہتی کے اظہار کو بہت سے ناقدین نے اپنا موضوع بنایا ہے۔ اس رجحان کے ضمن میں مختلف اصناف ادب میں قومی یک جہتی کو موضوع بنایا گیا ہے۔۔ اردو شاعری میں قومی یک جہتی کے

مباحث کے سلسلے میں عزیز احمد قریشی، ، سید مجاور حسین، رام آسرا راز ،ڈاکٹر مظفر عباس، ساحل احمد، نریندر ناتھ ویر منی، گوپی چند نارنگ، بانو سرتاج، منظر اعجاز، مغیث الدین فریدی کے نام اہمیت کے حامل ہیں۔ اس حوالے سے کچھ ناقدین اور ادبا نے شعرا کے کلام کو مرتب بھی کیا ہے۔ سبط حسن، حامد اللہ افسر، علی سردار جعفری، علی جواد زیدی اور خورشید ربانی نے قومی شاعری پر مبنی کلام کے انتخاب کو شائع کیا۔ مجموعی اظہار کے ساتھ ادیبوں کے انفرادی تجزیے بھی کیے گئے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی اور اقبال کی شاعری میں قومی یک جہتی کے اظہار کا بکثرت تجزیہ کیا گیا ہے جن ناقدین نے اقبال کے کلام میں قومیت کے عناصر پر کتب تحریر کیں ان میں ڈاکٹر وحید قریشی، سید مظفر برنی، منظر اعجاز اور امتہ الکریم کے اسما اہم ہیں۔

اردو شاعری کی تنقید میں "قومی یک جہتی" کے مباحث کا کتابی صورت میں آغاز عزیز احمد قریشی کی کتاب "ہماری قومی اور انقلابی شاعری" کی ۱۹۶۰ء کی اشاعت سے ہوا۔ انھوں نے قومی شاعری کو انقلابی، سیاسی، رومانی، سماجی، اقتصادی۔ اشتراکی اور دیہی تحریکات کی روشنی میں دیکھا ہے۔ انیسویں صدی کی سیاسی شاعری میں قومیت، اتحاد اور حب الوطنی کے عناصر کو تلاش کیا ہے۔ اردو میں قومی شاعری کی ابتدا کے اسباب بارے لکھتے ہیں:

> "۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے دونوں اقوام کی آنکھیں کھول دیں کہ اپنی بقا کی خاطر اب انھیں ایک ہو جانا چاہیے اور مادر وطن کو غیروں کے چنگل سے آزاد کرانا چاہیے۔ اس جذبہ نے شعرا کو بھی متاثر کیا اور اردو میں قومی، ملی، متحدہ اور وطنی شاعری نے جنم لیا۔"(۱)

ڈاکٹر عزیز قریشی نے سودا سے لے کر ۱۹۶۰ء تک کی شاعری میں قومیت کی مختلف شکلوں کے اظہارات کو کلام کے تناظر میں واضح کیا ہے۔ انگریزی، فرانسیسی، جرمن شعرا سے تقابل کے ساتھ ساتھ دیگر ملکوں میں آزادی کی نظموں کے حوالے بھی پیش کیے ہیں۔

سید مجاور حسین کی کتاب "اردو شاعری میں قومی یک جہتی کے عناصر" ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔ اسے آٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا جس میں اردو شاعری میں عہد بہ عہد قومی یک جہتی کی مثالیں دی گئی ہیں۔ انھیں اکبر اور جہانگیر کے عہد سے سیاسی قومی وحدت کی جھلک محسوس ہونے لگتی ہے۔ امیر خسرو کی مثنوی 'نہ سپہر' میں ہندوستان کے فضائل تحریر کیے گئے تو احساس قومیت اور مشترکہ تہذیب کا تصور واضح ہوا۔ سید مجاور حسین، ہند اسلامی کلچر کو اردو کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اردو شاعری اس ہند اسلامی کلچر کے اشتراکات کا ہی نمائندہ ٹھہرتی ہے۔

> "اردو کی بنیاد ہی مشترکہ کلچر پر پڑی تھی۔ اس کا وجود ہی اس لیے ہوا تھا کہ مختلف مذاہب کے ماننے والے، مختلف علاقوں کے رہنے والے، مختلف پیشے کے افراد ایک

دوسرے کو سمجھنے اور ایک مرکز پر آنے کی تمنا رکھتے تھے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے سارے مذاہب کے معتقدات وتصورات، ہندوستان کے تمام علاقوں کے افراد کی کاوشیں شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک بولے جانے والے ہر زبان کے الفاظ اردو میں شامل ہو گئے۔اس طرح بذات خود اردو کا وجود قومی یک جہتی کی علامت اور ہندوستانیت کے شعور کا مظہر بن گیا۔ اردو شاعری اردو ادب کا حصہ تھی۔۔۔ چنانچہ دور تشکیل میں اردو شاعری کی اصناف غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ جو کئی حیثیتوں سے غیر ملکی تھیں سماج اور ہندوستانی معاشرے کی عکاس بن گئیں۔ادبی بنیاد پر ہر صنف نے اپنے کو ہندوستان کی مختلف زبانوں کی اصل روح سے ہم آہنگ کیا اور ہندوستانی شادی بیاہ کے رسوم، ہندوستانی نظریات و عقائد کو اپنے سانچے میں ڈھالا اور خود ان کے سانچے میں ڈھل گئی۔ قومی یک جہتی کے سلسلہ میں سب سے بڑا کارنامہ اردو شاعری نے اپنے دور تشکیل میں اس طرح انجام دیا کہ خود کو وسیلہ اظہار بنا کر شمال کو جنوب سے اور جنوب کو شمال سے روشناس کر کے علاقائیت کی سرحدیں توڑ دیں اور تہذیبی رنگارنگی کی بنیاد پر ہندوستان کو ایک کر دیا۔"(۲)

ہندوستان کے ہر دور میں قومی یک جہتی کی مختلف علامتیں وضع ہوتی ہیں۔وادی سندھ کی تہذیب میں لباس، رہن سہن، معاشرہ اور دیوتا کی پرستش، آریاؤں کے عہد میں زبان اور باضابطہ مذہب کی تشکیل، راجہ آشوک کے زمانہ میں فلسفیانہ اور فکری سطح پر مذہب کی تعبیر، مسلمانوں کی آمد سے مشترک رابطے کی زبان، فکری بھگتی تحریک، ہندوستانی رسم و رواج اور بارھویں صدی سے اٹھارویں صدی تک بادشاہوں اور بزرگوں کی تعریف میں اشعار اور علاقائی نسبتوں پر مدح (ولی کی سورت شہر پر مثنوی) جیسی علامتوں کے ذریعے ادوار کو تقسیم کیا ہے۔انیسویں صدی کے دبستان دہلی میں عوام کے مشترک دکھ، ہندومسلم رسم ورواج، مقامی الفاظ، عظمت انسان، تصوف، شعرا کے ہاں ہندوستانیت کا شعور، عصری شعور، سماجی اور تہذیبی شعور کی مثالیں پیش کی ہیں۔اس دور میں قومی یک جہتی کی علامتوں میں نشیمن، آشیانہ، ساقی، دیر و حرم اور صیاد کو شامل کیا ہے۔بکٹ کہانی، کربل کتھا میں ہندوستانی عناصر، جعفر زٹلی کے ہاں مزاح، بارہ ماسے اور دوہے میں عوامی زبان کی نمائندگی کو واضح کیا ہے۔دبستان لکھنو میں بادشاہوں کے قصائد، علاقائی وطنیت پر تفاخر، ہندوستانی معاشرت اور سماجی زندگی عصری واقعات (قحط) کا ذکر اہمیت رکھتا ہے۔۱۸۵۷ء کے بعد مشترکہ قومی یک جہتی علامتوں یا اشاروں کی بجائے براہ راست بیانیہ رنگ اختیار کرتی ہے۔براہ راست قومی شاعری میں حالی، آزاد، اسمٰعیل میرٹھی اور مزاحمت میں اکبر الہ آبادی نے اپنا رنگ جمایا۔ بیسویں صدی میں مفکرانہ انداز میں خالص معاشی بنیادوں پر

ملک کے عوام میں یک جہتی کا شعور ترقی پسندوں نے بیدار کیا۔

رام آسر اراز کی کتاب ”اردو شاعری میں قومی یک جہتی کی روایت“ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کے پانچ ابواب ہیں۔ کتاب کا پیش لفظ گوپی چند نارنگ نے لکھا۔ ان کے نزدیک چوں کہ اردو زبان دو قوموں، دو مذہبوں اور دو تہذیبوں کے اختلاط سے پیدا ہوئی اس لیے قومی یک جہتی، اتھاد اور رواداری اس کے خمیر میں ہے۔ یگانگت، اور اتحاد پسندی کے مخالف علیحدگی پسندی، مغائرت اور مخاصمت کی فضا میں ایک ہی قوت تھی جس نے ہندوستانی روح، ذہن اور سماج کو برقرار رکھا وہ اردو زبان اور اردو شاعری کی قوت ہی تھی۔ رام آسر اراز قومیت کے تصور کے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں میں توازن کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ”قومیت کے تصور کے ہمیشہ دو پہلو رہے ہیں۔ ایک منفی اور دوسرا مثبت۔ منفی پہلو قومیت کی ان خصوصیات اور حدود کو واضح کرتا ہے جو اسے دوسری قوموں سے ممتاز کرتی ہیں۔ اور مثبت پہلو کسی قوم میں اس کے مختلف فرقوں اور جماعتوں کی مشترک خصوصیات کے شعور اور ان میں احساس وحدت پیدا کر کے اس کی بنیادوں کو مضبوط بناتا ہے۔ ایک صحت مند قوم کی تشکیل کے لیے مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کا توازن پر رہنا لازمی ہے۔ صرف مثبت پہلوؤں پر زور دینے سے ملک میں علاقائی اور جماعتی خصوصیات کو مٹا کر سب پر کوئی واحد تہذیب ٹھونسنے والی قومیت ظہور میں آتی ہے۔ صرف منفی ہلوؤں پر زور دینے سے ایک قوم میں دوسری قوموں سے بیگانگی کا جذبہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ اس سے وہ خود کو دوسری قوموں سے بلند و برتر سمجھنے لگتی ہے اور جارحانہ قوم پرستی یا جنگ جویانہ وطن پرستی کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔“(۳)

رام آسر اراز نے سیاسی، سماجی، مذہبی اور لسانی یک جہتی کے تناظر میں اردو شاعری کا تجزیہ کیا ہے۔ سیاسی یک جہتی کے حوالے سے سیاسی واقعات کی پیش کش یا رد عمل میں اردو شاعری سے مثالیں پیش کی ہیں۔ نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی کی لوٹ مار (تاباں، حاتم، آبرو، سودا)، انگریزوں کے بنگال پر قبضے اور دو عملی (جرات، مصحفی)، ۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ ظفر کی سلطنت کا خاتمہ (بہادر شاہ ظفر)، دلی کا اجڑنا (ظہیر دہلوی، غالب)، کالے پانی کی سزا (منیر شکوہ آبادی)، سامراجی استبداد (مفتی صدر الدین آزردہ، قربان علی بیگ سالک) اور لکھنؤ کی خانمہ بربادی (آغا جان عیش) کو قومی یک جہتی کے پس منظر کے طور پہ نمایاں کیا ہے۔ عام رجحان ہندوستان کی عظمت رفتہ پر آنسو بہانا قومی ہمدردی کی علامت رہا۔ حالی اور آزاد قومیت کا نیا تصور لائے۔ قوم اور وطن کے تصور کو واضح کیا۔ ہندو مسلم اتحاد اور انگریزوں کی غلامی سے نجات کو

موضوع بنایا۔ آزاد، چکبست، تلوک چند محروم اور سرور جہاں آبادی نے وطن کی محبت کے گیت گائے۔ بنگال کی تقسیم کے خلاف (سرور جہاں آبادی)، سوراج سودیشی تحریک (ظفر علی خاں، لال چند فلک، منشی دوارکا پرشاد)، فرقہ پرستی کے خلاف (اقبال)، تحریک خلافت (شبلی، حسرت موہانی، ظفر علی خاں) مسجد کان پور حادثہ (شبلی)، سانحہ جلیانوالہ باغ (ظفر علی خاں، تلوک چند)، سول نافرمانی تحریک، اشتراکی نظریات اور دوسری جنگ عظیم (احتشام حسین) ایسے واقعات کی پیش کش کو سیاسی قومی یک جہتی کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ سماجی یک جہتی کو مشترکہ طرز معاشرت کے حوالے سے غالب کی بادشاہ کی تعریف میں رباعی، برتن پر نظیر اکبر آبادی، دیا شنکر نسیم، میر حسن کا کلام، حقے کی شان میں مرزا حاتم کی نظم، پنکھے کی شان میں سراج الدین ظفر، ہندوستانی سواریاں، پوشاکیں، عورتوں کی آرائش و زیبائش، زیورات، رسم ورواج، مہندی، پھول، تہوار، مشاغل، موسم کے لیے میر حسن، آتش، فائز، مصحفی، واجد علی شاہ، جگر بریلوی، امانت لکھنوی اور سلام سندیلوی کی مثالیں بیان کی ہیں۔

رام آسرا راز مذہبی یک جہتی کو تصوف، بھگتی تحریک اور ہندو مسلم اتحاد کے مظاہر کو شاعری کے تناظر میں بیان کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے عرفان ذات، وحدت الوجود کیفیات، فنا، بقا، ترک، توکل، رضا، جبر و اختیار، کو کبیر، شیخ باجن، شیخ عبد القدوس گنگوہی، شاہ جیو گام دھنی، شاہ میراں جی، قلی قطب شاہ، ولی دکنی، آبرو، میر تقی میر، میر درد، نیاز بریلوی، اصغر گونڈوی، جگر مراد آبادی، قائم، غالب، بہادر شاہ ظفر اور اقبال سے مثالیں پیش کی ہیں۔ اردو شعرا نے تصوف کے ذریعے عالمگیر مذہب کی رواداری، ہندو مسلم وحدت، مذہبی عقائد میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا کرنے والے عناصر، کو فروغ دینے اور عوام کی زندگیوں میں وسعت اور گہرائی پیدا کرنے میں مدد دی۔ ہندوؤں کے مذہبی تہواروں پر نظمیں لکھیں۔ حامد اللہ افسر اور غلام ربانی تاباں کی ہولی، راکھی، دسہرہ اور دیوالی پر نظموں سے مثالیں دی ہیں۔ اس کے علاوہ نظیر اکبر آبادی، اقبال، ظفر علی خاں اور ساغر نظامی کی رام چندر جی اور گورونانک پر نظموں کے حوالے بھی دیے ہیں۔ دوسری جانب ہندو شعرا کے نعتیہ کلام اور شہادت حسین کو بھی پیش کیا ہے۔ لسانی یک جہتی کے حوالے سے اردو میں ہندی الفاظ، ہندی تشبیہات، ہند ایرانی خیالات اور مقامی تلمیحوں کو بھی موضوع بنایا۔ امیر خسرو کو ہندی اور اردو کا پہلا شاعر قرار دیا ہے اور ان کے خیالات اور بحروں کو خالصتاً ہندوستانی رنگوں میں رچی ہوئی بیان کیا ہے۔ مسلم شعرا کے ہندی کلام اور اردو ادب کے لیے ہندوؤں کی خدمات کے بیان کے ذریعے لسانی یک جہتی کے فروغ کو مدلل بنایا ہے۔

ڈاکٹر مظفر عباس کی کتاب ''اردو میں قومی شاعری'' ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ محمود الرحمن کی کتاب ''جنگ آزادی کے اردو شعرا'' ۱۹۸۶ء میں ''قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت''، اسلام آباد سے اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کتاب کو چودہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے تین باب ہندوستان کے سیاسی پس منظر پہ محیط ہیں۔ اس کے بعد پانچ ابواب میں اردو شاعری میں انقلابی اور قومی رجحانات کا احاطہ شامل ہے۔ مزید پانچ ابواب سیاسی تناظرات کے حامل ہیں اور آخری باب

آزادی کے نغمے کے عنوان سے تشکیل دیا گیا ہے۔ ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر درخشاں تاجور کی کتاب "ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں اردو شاعری کا حصہ" شائع ہوئی۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء کی شاعری کو چار ادوار۔ پہلا دور (۱۸۵۷ء تا ۱۹۰۰ء) دوسرا دور (۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۵ء) تیسرا دور (۱۹۱۶ء تا ۱۹۳۴ء) چوتھا دور (۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۷ء) میں تقسیم کر کے اردو شاعری میں قومی جدوجہد کے مختلف پہلوؤں اور رجحانات کا جائزہ لیا ہے ساحل احمد کی کتاب "جنگ آزادی میں اردو شاعری کا حصہ" ۱۹۹۸ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کتاب میں تاریخی تناظر میں مختلف واقعات کے شاعری میں اظہار کو موضوع بنایا ہے۔ اس کے علاوہ ان نظموں کے بارے مختلف ناقدین کے خیالات کو بھی جگہ دی ہے۔ وہ اردو شاعری کے قومی وظائف کو یوں بیان کرتے ہیں:

> "اردو شاعری حب الوطنی، قوم پرستی، ملکی سالمیت، دوستی اور یگانگت، کی شادابی کا وسیلہ رہی ہے۔ آزادی کا پرچم بلند کرنے میں پس و پیش نہیں کیا۔ آزادی کا شعور جاگا تو اردو شاعری نے اسے اور زیادہ برانگیخت کیا۔ قومی تعمیر و ترقی میں آزادی کا لہو بہت قیمتی ثابت ہوا۔ اس پاک لہو نے ارض وطن کی خاک کو آسمان سے نسبت دی۔ اکابرین وطن کا ایک سلسہ زریں تاریخ کا انمول نگینہ ہے۔۔۔ اردو شاعری کے نامور یا غیر نامور شعرا نے آزادی اور حریت فکر کو منتہائے حال تک پہنچانے اور مستقبل کی آواز بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔"[۴]

نریندر ناتھ ویر منی کی کتاب "اردو نظموں میں قومیت اور وطنیت" ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۱۸۵۷ء کے بعد کی شاعری کا احاطہ کرتی ہے۔ قومیت و وطنیت کے مفہوم و محرکات کے بیان کے بعد اردو شاعری پر ۱۸۵۷ء کے اثرات، حالی کے معاصرین اور بعد کے شعرا (ظفر علی خاں، تلوک چند محروم، سرور جہاں آبادی، ساغر نظامی، آنند نرائن ملا) اور ترقی پسند شعرا کو موضوع بنایا ہے۔ اردو شعرا نے تحریک آزادی کو تیز کرنے، اتحاد و اتفاق مستحکم کرنے، انسان دوستی اور رواداری اور انسانوں سے اظہار حمیت بیدار کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان کے نزدیک قومی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے قومی آزادی اور قومی آزادی کے لیے قومی بیداری ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ حب الوطنی کو نفسیاتی جذبہ سمجھتے ہیں جس کے باعث عوام میں قومی آزادی اور یک جہتی کا عمل پیدا ہوتا ہے۔ وہ اردو شاعری میں قومیت اور وطنیت کے عناصر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "قومیت اور وطنیت میں ہر وہ چیز شامل ہوتی ہے جس کا رشتہ قوم اور وطن سے ہو۔ مثلاً جغرافیائی حدود، تاریخی عوامل، مذہبی رجحانات، سماجی اقدار، لسانیات، تہذیب و تمدن، لباس، رسم و رواج، روحانی قوت، احساس آزادی، موسم، قدرتی مناظر، تعمیرات،

تہوار، جلسے، جلوس وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جنھیں قومیت اور وطنیت کے جذبے سے جوڑا جا سکتا ہے۔ ان صورتوں کا ذکر کرنا یا ان سے پیدا ہونے والے حالات سے اثر قبول کرنا ایسے محرکات ہیں جن پر ہمارے جذبہ قومیت اور وطنیت کی بنیاد ہے اور اس بنیاد کو اُردو شاعری میں ہمیشہ اہمیت دی گئی ہے۔"(۵)

گوپی چند نارنگ کی کتاب "ہندوستان کی تحریک آزادی اور اردو شاعری" ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔ انھوں نے اس کتاب میں اردو شاعری میں حب الوطنی کی روایت ۱۸۵۷ء اور بعد کی شاعری، پہلی جنگ عظیم کے دور کی شاعری، ترقی پسند اور قوم پرست شاعری کو موضوع بنایا ہے۔ وہ ترقی پسندوں کی شاعری میں قوم پرستی کے رجحان کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اردو ادب میں انسان دوست، حب الوطنی، سامراج دشمنی اور آزادی کا جذبہ پہلے بھی موجود تھا۔ لیکن ۱۹۳۵ء، ۱۹۳۶ء میں جب دنیا دوسری جنگ عظیم کا بھیانک خواب دیکھ رہی تھی اور فاشزم کا خطرہ روز بروز بڑھ رہا تھا، ضرورت تھی کہ جمہوری رجحانات، اقدار اور طرز فکر کو تقویت پہنچائی جائے اور ہندوستان کی تحریک آزادی کا پر جوش ساتھ دیا جائے۔ ترقی پسند مصنفین کی تحریک نے یہ ضرورت نہایت خوبی سے پوری کی اور ادیبوں کو ایک واضح اور منظم نصب العین کی دعوت دی۔"(۶)

گوپی چند نارنگ نے مختلف ہندوستانی ادوار کی اُردو شاعری میں جغرافیائی اور معاشرتی قالب، مشترک ہندوستانی معاشرت، وطنیت، سامراج دشمنی اور جدوجہد آزادی کے موضوعات کو مدلل پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک ملکی و قومی تفاعل میں تہذیب، تاریخ، معاشرت اور ریاست شامل ہیں۔ ۲۰۰۴ء میں ڈاکٹر بانو سرتاج کی کتاب "قومی یک جہتی اور اردو شاعری" شائع ہوئی۔ اس کتاب میں دس مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ جن میں سے قومی یک جہتی کو اُجاگر کر کے حوالے سے اہم مضامین میں 'اردو کے غیر مسلم شعرا کا نعتیہ کلام، اردو شاعری میں شری رام، شری کرشن، گورونانک، اُردو شاعری میں ہولی، عید، دیوالی، اردو کے عیسائی شاعر، اردو شاعری اور شریمد بھگوت گیتا' شامل ہیں۔ منظر اعجاز کی کتاب "قومی وطنی شاعری کا منظر نامہ" ۲۰۱۱ء میں منظر عام پر آئی۔ انھوں نے انیس شعرا کے ہاں قومی و وطنی شاعری کے عناصر تلاش کیے ہیں۔ یہ شعرا نظیر اکبر آبادی سے اقبال تک ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کی شاعری جذبات کی سادگی اور اقبال کی شاعری فکر و فلسفہ و دقت نظری کی حامل ہے۔ ان کے نزدیک اردو شاعری میں قومیت کا تصور سادگی سے پیچیدگی کی طرف بڑھا۔ ۲۰۲۱ء میں مغیث الدین فریدی کی کتاب "اردو شاعری میں قومیت کا تصور" سامنے آئی۔

قومی یک جہتی کی حامل شاعری کے انتخابات کے دیباچے بھی مباحث کے حوالے سے اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلا انتخاب

۱۹۱۹ء میں "معارف ملت" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اسے محمد الیاس برنی نے مرتب کیا۔ اس میں حمد نعت اور منقبت کے ساتھ اخلاقی اور قومی نظمیں شامل تھیں۔ اس میں کُل ۹۵ نظمیں دی گئی ہیں ۔ مزید بر آں اس انتخاب کی دوسری جلد ۱۹۲۰ء، تیسری جلد ۱۹۲۱ء اور چوتھی جلد ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی ۔ تمام جلدوں میں ایک جیسے موضوعات کی نظموں کے عنوانات خود بھی درج کیے ہیں۔ "جذبات حریت" کو منشی مشتاق احمد میر ٹھی نے ۱۹۲۰ء میں مرتب کیا۔ اس کا دیباچہ عبد الماجد قادری بدایونی اور خواجہ حسن نظامی نے تحریر کیا جن شعرا کی نظموں کا انتخاب کیا گیا ان میں علامہ اقبال، حسرت موہانی، نیاز فتح پوری، سید ہاشمی فرید آبادی، اکبر الہ آبادی، شبلی نعمانی اور شاد عظیم آبادی شامل ہیں۔ سید سبط حسن نے بھی ۱۹۴۰ء میں "آزادی کی نظمیں" کے عنوان سے ایک انتخاب کیا۔ اسے احساس غلامی کے ارتقا کی تاریخ کہا گیا۔ انجمن ترقی پسند مصنفین کی سالانہ کانفرنس میں ایسا مجموعہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا جسے سید سبط حسن نے عملی جامہ پہنایا۔ انتساب 'آزادی کے نام' کیا گیا ہے۔ اس مجموعے میں ۳۷ شعرا کی نظموں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بعض شعرا کی ایک سے زیادہ نظمیں شامل کی گئی ہیں۔ جس شاعر کی نظم کا انتخاب کیا گیا ہے، نظم سے پہلے شاعر کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔ غلام ربانی تاباں نے "غم دوراں کے عنوان سے ۱۹۵۱ء میں اور "شکست زنداں" کے عنوان سے ۱۹۵۳ء میں دو انتخاب شائع کیے۔ ان مجموعوں میں عصری واقعات پر نظموں کے ساتھ آزادی کے حوالے سے بھی نظمیں دی گئی ہیں۔ ان مجموعوں میں ترقی پسند شعرا کی نظموں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ۱۹۵۷ء میں شان الحق حقی نے دو سو سال کی حریت پسند شاعری کا انتخاب "نشید حریت" کے عنوان سے مرتب کیا۔ یہ دورانیہ ۱۷۵۷ء تا ۱۹۵۷ء ہے۔ وہ ان دو سو سالوں کی شاعری کے قومی کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "ہماری ادبی تاریخ ہماری قومی تاریخ کا جزو لازم ہے۔ پاکستان کا قیام ملت کے سیاسی نصب العین کی تکمیل تھی لیکن اس سیاسی فتح کے لیے قومی ذہن اور قومی کردار کو کب سے اور کس کس طرح تیار کیا جاتا رہا اور اس جدوجہد میں کن عزیز ہستیوں کا خون جگر صرف ہوا۔ اس کا اندازہ کرنے کے لیے پچھلے دو سو برس کی شاعری پر بھی نظر کرنا ضروری ہے۔"(۷)

ایک انتخاب علی جواد زیدی نے "اردو میں قومی شاعری کے سو سال" کے عنوان سے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا۔ اس کا مقصد مختلف ادوار میں تحریک آزادی جن منزلوں اور ماحول سے ہو کر گزری، اس کی جیتی جاگتی تصویریں پیش کرنا ہے۔ اس انتخاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بعض ایسی نظمیں لی گئی ہیں جو صرف قلمی نسخوں یا پرانے اخبارات کی فائلوں میں موجود تھیں۔ انھوں نے انیسویں صدی کے نصف آخر کا گمشدہ مواد بھی حاصل کیا۔ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "انیسویں صدی کے نصف آخر کا دور قومی شاعری کے اعتبار سے ایک گمشدہ دور

رہا ہے۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک کی ناکامی کے بعد جو مظالم توڑے گئے اور ذرا ذرا سی مخبری اور معاندانہ افترا پردازی پر ہی نہیں بلکہ صرف شبہہ پر بھی شرفا اور اہل کمال کو جن شدائد کا شکار بنایا گیا۔ اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اس دور کے حریت پسندانہ ذخیرے ہمیشہ کے لیے ضائع و برباد ہو گئے۔ اس لیے اس دور کے مواد کے جمع کرنے پر خاص طور سے توجہ کی گئی۔ "(۸)

علی جواد زیدی نے آزادی کی مختلف حیثیتوں کے ارتقا کے حوالے سے چھ ادوار بنائے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں صالح قومی رجحانات (اصلاح پسندی، مراعات دوستی، اعتدال پسندی، اشتراکی رجحان) کی نظمیں جمع کی ہیں۔ شعور کی خامی یا فکر و تجربے کی ژولیدگی کی حامل نظموں کو شامل نہیں کیا۔

علی سردار جعفری نے "منتخب قومی شاعری" ۱۹۷۳ء میں شائع کی۔ اس میں آزادی سے پہلے کے شعرا کی پچیس نظمیں اور آزادی کے بعد شعرا کی چودہ نظمیں شامل کی ہیں۔ ان میں سے اہم شعرا میں جگر مرادآبادی، فراق گورکھپوری، سجاد ظہیر، اختر انصاری، مخدوم محی الدین، اسرار الحق مجاز، علی سردار جعفری، جان نثار اختر، اختر الایمان، وامق جونپوری، ساحر لدھیانوی اور کیفی اعظمی شامل ہیں۔ رجیش کمار پرتی نے ایک انتخاب "آزادی کے ترانے" کے عنوان سے مرتب کیا۔ اس انتخاب کا ذیلی عنوان 'برطانوی حکومت کے ضبط شدہ ادبیات سے' درج کیا گیا ہے۔ اس مجموعے کی خاص بات بہت سے گمنام شعرا کا کلام ہے۔ خورشید ربانی نے ایک انتخاب "پاک سر زمین شاد باد: ملی اور قومی شاعری کا انتخاب" ۲۰۲۱ء میں شائع کیا۔

قومی یکجہتی، قومی اتحاد اور وطن پرستی کے جذبات کے اظہار میں اردو ادب کی مختلف اصناف میں سے اردو شاعری کا کردار سب سے زیادہ نمایاں اور رجحان ساز رہا۔ بہر کیف اُردو شاعری نے قومی جذبات کی تشکیل میں وسیع ذخیرہ فراہم کیا۔ اردو شاعری کی تنقید نے قومی یک جہتی کو اپنا خاص موضوع بنایا۔ اس حوالے سے بہت سی کتب شائع ہوئیں۔ ان کتب میں مباحث کے درج بالا تجزیے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قومی یک جہتی کی تشکیل اور فروغ کا موثر وسیلہ اظہار شاعری رہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عزیر احمد قریشی، ہماری قومی اور انقلابی شاعری، سری نگر: شاہین بک ڈپو، ۱۹۶۰ء، ص:۳۸
۲۔ سید مجاور حسین، اردو شاعری میں یک جہتی کے عناصر، الہ آباد: شاہین پبلی کیشنز، ۱۹۷۵ء، ص:۴۴۸-۴۴۹
۳۔ رام آسرا راز، ڈاکٹر اردو شاعری میں قومی یک جہتی کی روایت، دہلی: جمال پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۷ء، ص:۲۵-۲۶
۴۔ ساحل احمد، جنگ آزادی میں اردو شاعری کا حصہ، الہ آباد: اردو رائٹرس گلڈ، ۱۹۹۸ء، ص ۱۵-۱۶

۵۔ نریندر ناتھ ویرمنی، اردو نظموں میں قومیت اور وطنیت، بھوپال: مالوہ پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، ص:۳۵

۶۔ گوپی چند نارنگ، ہندوستان کی تحریک آزادی اور اردو شاعری، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۲۳ء، ص۳۹۶۔۳۹۷

۷۔ شان الحق حقی (مرتب)، نشید حریت، کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، ۱۹۵۷ء، ص:ب

۸۔ علی جواد زیدی (مرتب)، اردو میں قومی شاعری کے سو سال، الہ آباد: محکمہ اطلاعات اترپردیش: ۱۹۵۹ء، ص:۹